نمونہ کلام

شعر گوئی ، نہ سمجھنا کہ مرا کام ہے یہ
قالب شعر میں آسی فقط الہام ہے یہ

غبار ہو کے بھی آسی پھرو گے آوارا
جنون عشق سے ممکن نہیں ہے چھٹکارا

دیکھ لیتے تھے اِسی طرح کسی کو اُس میں
آئنہ دیکھ کے یاد آتی ہے صورت اُس کی

سونے دشت ایک قدم ، ایک ترے گھر کی طرف
سر میں سودا ہے تو ملنے کی تمنا دل میں
نور کے واسطے ظلمت ہے مقدّم شاید
پُتلیاں آنکھوں میں ھیں اور سویدا دل میں

ربــاعــی

کیـوں نقطۂ موهـوم بنایا هم کـو
کیـوں دائــرۂ فنـا میں لایا هم کـو
وہ سہو نویـس تهـا نہ هم حـرف غلط
کیـوں صفحـۂ هستـی سے مٹایا هم کـو

(ڈاکٹر خورشید رضوی)

●●●